عبدالرشید انصاری

انسداد توہینِ رسالت کا قانون

گستاخانِ رسالت اور شاتمانِ نبی کے لیے موت کی سزا کا رائج الوقت قانون پینل کوڈ کی اس دفعہ (۲۹۵) کا حصہ ہے جو برطانوی دور تسلط میں بھی رائج تھی۔ ۱۹۲۷ء میں اس [دفعہ میں ذیلی دفعہ ۲۹۵-الف] کا اضافہ کیا گیا تھا۔ اس کے تحت لوگوں کے مذہبی جذبات مجروح کرنے کا الزام ثابت ہونے پر اڑھائی سال تک کی سزا ملزم کو دی جا سکتی تھی۔ ۱۹۸۲ء میں پاکستان کے فوجی سربراہ جنرل ضیاءالحق مرحوم نے قرآن کریم کے تقدس کے تحفظ کے لیے اسی قانون میں ذیلی دفعہ - ب کا اضافہ کیا جبکہ ۱۹۸۵ء کی قومی اسمبلی نے جس کے ممبران میں شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مرحوم، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری مرحوم، علامہ شاہ بلیغ الدین اور مولانا معین الدین لکھوی جیسے اکابر اہل علم بھی شامل تھے، دفعہ ۲۹۵ ہی میں ذیلی دفعہ "ج" کا اضافہ کر دیا تھا جس کے بموجب پیغمبر اسلام حضور خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بولے یا لکھے ہوئے لفظ یا اشارے بالواسطہ یا بلاواسطہ طور سے ان کے مقدس نام کو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس کے بارے میں توہین آمیز رویہ پر موت، عمر قید یا جرمانے کی سزا مقرر کی گئی تھی۔ اگرچہ اسلامی شریعت کی رو سے یہ قانون بھی توہینِ رسالت جیسے قبیح جرم کے مرتکبین کو ٹھیک ٹھیک سزا دینے کے تقاضے پورے نہیں کرتا تھا۔ کیونکہ اسلامی قانون انسانیت کے محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور ہادیٔ اعظم کی شان میں گستاخی کرنے والے کے وجود کو اپنی اقلیم میں مسترد کرتا ہے اور اسے دنیا سے چلتا کرنے کا حکم دیتا ہے، لیکن ۱۹۹۰ء میں فیڈرل شریعت کورٹ کے چیف جسٹس، جناب جسٹس گل محمد نے لاہور کے ایک فاضل وکیل محمد اسمعیل قریشی کی رٹ پٹیشن کا فیصلہ سناتے ہوئے عمر قید اور جرمانے کی سزا کو خلاف شریعت تسلیم کر کے اسے قانون سے حذف کر دیا تھا۔ انسدادِ توہینِ رسالت کا قانون مستحکم اور غیر مبہم ہو جانے کے بعد سب سے پہلے قادیانیوں کی جانب سے اس کے خلاف آواز اٹھنا شروع ہوئی، لیکن پھر وہ منقار زیر پر کے مصداق دبک گئے، جبکہ بعد ازاں ملک میں ایک سے زیادہ واقعات ایسے ہوئے جن میں توہینِ رسالت کے ملزموں کا تعلق اتفاقاً عیسائی اقلیت سے تھا۔ بس پھر کیا تھا، ایک منظم طریقے سے انسانی حقوق کے خود ساختہ اجارہ دار بھی انسانیت ہی کے محسنِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بد زبانی کرنے والوں کو قانون کی زد سے بچانے کے لیے میدان میں آ گئے اور اس قانون ہی کو منسوخ کرانے کی ہفوات شروع ہو گئیں۔

ہم نہیں سمجھتے کہ توہینِ رسالت کے قانون کی زد مسیحیت یا مسیحیوں پر پڑے گی یا ہمارے ملک کی کوئی اور اقلیت اس کی نشانے پر آجائے گی، کیونکہ سوائے قادیانیت کے کسی بھی مذہب نے یا اس کے ماننے والوں کی قیادت نے اپنے پیروکاروں کو مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح کرنے کی یا اسلام کے پیغمبر حضور ختمی مرتبت ﷺ کی توہین کرنے کی اور آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کی ترغیب نہیں دلائی اور نہ ہی مسلمانوں کو اجازت ہے کہ وہ سیدنا عیسیٰ ابنِ مریم یا کسی بھی دوسرے نبی کی توہین کریں۔ بالفرض اگر کوئی مسلمان کسی بھی وجہ سے کسی بھی نبی کی توہین کرے تو وہ اسی لمحہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ اب تک ایک شبہ یہ تھا کہ خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی توہین کرنے والوں کو سزا دینے کے لیے تو قومی اسمبلی نے قانون وضع کر دیا ہے، مگر دوسرے انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے پر پابندی نہیں لگائی۔ چنانچہ گزشتہ دنوں (وسط اپریل ہی میں) لاہور ہائی کورٹ کی فل بنچ نے میانوالی کے ایک عیسائی مذہبی رہنما بشپ کینتھ کی رٹ درخواست پر اپنے ریمارکس میں کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں اور رسولوں کی توہین کے مرتکب کسی بھی شخص کے خلاف توہینِ رسالت ایکٹ کے تحت کارروائی کی جا سکتی ہے۔ پاکستان پریس انٹرنیشنل نے لاہور سے یہ خبر جاری کرتے ہوئے لکھا ہے کہ عدالت عالیہ کے ان ریمارکس نے توہینِ رسالت ایکٹ کے خلاف مختلف طبقات کے طرف سے چلائی گئی پروپیگنڈا مہم کو خاموش کر دیا ہے۔ فاضل عدالت نے مزید کہا کہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ سمیت تمام پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں۔ عدالت نے فیصلے میں مزید کہا ہے کہ توہینِ رسالت ایکٹ میں لفظ "تمام پیغمبروں" استعمال کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وہ تمام پیغمبر جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے۔ بشپ کینتھ نے اپنی درخواست میں عدالتِ عالیہ سے استدعا کی تھی کہ توہینِ رسالت ایکٹ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام بھی شامل کیا جائے۔ عدالتِ عالیہ نے کہا کہ مسلمان تمام پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں اور ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ان کی رسالت پر ایمان لائے۔ عدالتِ عالیہ کی جانب سے قانون کی اس تشریح اور وضاحت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ مسیحی حضرات مطمئن نہ ہوں اور توہینِ رسالت کے قانون کے متعلق حق بجانب ہونے کے بارے میں ان کے اذہان میں اب بھی شکوک و شبہات باقی رہیں۔